تحریک انصاف: مدینہ سے کوفہ تک

(پہلی قسط)

تحریر: سہیل احمد لون

کیا مجھے یہ لکھ دینا چاہیے کہ ہم ایک ایسے عہد میں زندہ ہیں جہاں انسان نے اعلیٰ ترین اقدار بے توقیر ہو رہی ہیں۔ جہاں ایک انسان کی جدوجہد اٹھا کر کسی دوسرے نامعلوم ہڈ حرام کے کھاتے میں ڈالا دی جاتی ہے۔ جہاں مذہب کے نام پر آج بھی انسانوں کا استحصال جاری ہے۔ جہاں مدینے کا رستہ دکھا کر کوفے لے جایا جاتا ہے۔ جہاں یہ توقع کی جاتی ہے کہ دنیا کی تمام غلامیوں سے نکل کر غلامی سے نکالنے والے کی غلامی میں آجاؤ کہ یہی فلاح کا رستہ ہے۔ حساس اداروں میں مختلف مقامات پر قائداعظم کی بڑی سی تصویر لگا کر اس پر "اس کا مقام بلند...... اس کا خیال عظیم" تحریر کیا ہوتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر بلند مقام حاصل کرنا ہے تو سوچ، خیال اور خواب بڑے دیکھنے چاہئیں۔ دوقومی نظریے کی بنیاد پر حاصل کیے گئے ملک میں آمریت کے علاوہ دو بڑی سیاسی جماعتوں نے اقتدار کی کرسی پر باری باری قبضہ جمائے رکھا۔ اگر دیکھا جائے تو دنیا کے بڑے بڑے جمہوری ممالک میں دو بڑی سیاسی جماعتیں ہی اقتدار میں آتی ہیں جبکہ دیگر چھوٹی سیاسی جماعتیں حکومت میں شراکت داری تو قائم کر لیتی ہیں مگر کبھی کوئی تیسری بڑی سیاسی جماعت اتنی بڑی قوت بن کر سیاسی منظرنامے پر نہیں ابھری کہ وہ اپنی حکومت تشکیل دے سکے۔ سیاست کا میدان ہو یا کھیل کا اچھا استاد یا قائد وہ ہوتا ہے جو اچھے طالب علم بنانے کے ساتھ اچھے استاد بھی بنائے اور اچھا قائد وہ ہوتا جو اچھی ٹیم بنانے کے ساتھ اچھے کرکٹ قائد بھی تیار کرے۔ پاکستانی سیاست میں بلاشبہ عمران خان رحمتِ باری تعالیٰ سے کم نہیں اُس نے سیاست میں قدم رکھا تو اپنی فطرت کے مطابق بڑا خواب دیکھا اور لوگوں کو بھی بڑے خواب دکھانے شروع کر دیے۔ عمران سے پہلے پاکستان میں عوام کو روٹی کپڑا اور مکان، روشن خیالی، شریعت واسلام، قرض اتارو ملک سنوارو، احتساب وغیرہ کے نعروں سے عوام لوگوں کو خواب دکھائے گئے تھے۔ بدقسمتی سے عام شہری کے خواب ہمیشہ آنکھوں میں ہی ٹوٹ جاتے تھے۔ سیاسی میدان میں عمران خان نے لوگوں کو تبدیلی کا خواب دکھایا، نظام میں تبدیلی کا خواب، دو نہیں ایک پاکستان کا خواب، کرپشن کے خاتمے کا خواب، سستے اور فوری انصاف کا خواب...... ایک ایسی ریاست بنانے کا خواب جس کے اصول وضوابط "ریاست مدینہ" کی طرز کے بنانے اور ان پر عمل پیرا ہونے کا خواب دکھایا۔ 2011ء میں مینار پاکستان لاہور میں تاریخی جلسہ کر کے عمران خان کے ورکرز اور سپورٹرز نے اپنی حریف سیاسی جماعتوں کو "نئے پاکستان۔ ریاست مدینہ" بننے کا نفسیاتی دباؤ ڈال دیا تھا۔ اسلام آباد کا 126 دن کا تاریخی دھرنا بھی حقیقی سپورٹرز اور ورکرز کی وجہ سے ممکن ہو سکا تھا۔ اپنے بنیادی حقوق کو ترسی عوام عمران خان کی "ریاست مدینہ" میں زندگی بسر کرنے کے خواب کو حقیقت میں دیکھنے کے لیے چیئرمین تحریک انصاف عمران خان کو 2018ء میں اقتدار کی کرسی تک لے آئے۔ اس سے ایک بات ثابت ہو گئی کہ خواب بڑے دیکھیں تو تعبیر مل ہی جاتی ہے، عمران خان کی تحریک انصاف کو دنیائے جمہوریت

میں پہلی سیاسی جماعت بن گئی جس نے دو بڑی سیاسی جماعتوں کو شکست دے کر اقتدار حاصل کیا۔اقتدار کے ایوانوں تک پہنچنے کا چیئر مین تحریک انصاف عمران خان کا طویل سفر دو دہائیوں سے زائد سیاسی جدوجہد پر محیط ہے۔اس سفر میں عمران خان کے ورکرز اور سپورٹرز کی انتھک محنت اور بے لوث خدمت بھی شامل ہے،جن کو ''ریاست مدینہ'' بنانے کا پاگل پن کی حد تک یقین تھا۔عمران خان نے انتخابات سے قبل ''ریاست مدینہ'' کے امور چلانے کے لیے بہترین ٹیم کا عندیہ دیا تھا، کپتان کی کرکٹ کا ریکارڈ دیکھتے ہوئے اس بات پر یقین کر لیا گیا کہ کرکٹ کی طرح سیاسی میدان میں بھی کپتان کے پاس ''ریاست مدینہ'' کے امور چلانے کے لیے پیشہ وارانہ مہارت رکھنے والی ٹیم تیار ہو گی۔

لیکن حیرت انگیز طور پر 2018ء کے انتخابات جیتنے کے بعد تحریک انصاف کا ''ریاست مدینہ'' کے امور چلانے کے لیے کوئی ایسا بندہ سامنے نہ آیا جس نے سیاسی جدوجہد میں چیئر مین تحریک انصاف کا طویل ساتھ دیا ہو بلکہ عمران خان ایسے فصلی بٹیروں کے نرغے میں آ گیا جن کے ہاتھ میں ہمیشہ ذاتی مفادات کا پیراشوٹ ہوتا ہے۔شرح تناسب سے دیکھا جائے تو تحریک انصاف کے حقیقی ورکرز اور سیاسی رہنماؤں پر پیراشوٹرز مافیا کو ترجیح دی گئی ان پر نوازشات کی بارش کی گئی۔اگر تحریک انصاف کے بانی ارکان میں سے دیکھا جائے تو ایسے کرداروں کو نوازا گیا ہے،جن کا کردار ایک سوالیہ نشان ہے۔ایسے کرداروں میں سیف اللہ خان نیازی کا نام بھی شامل ہے۔سیف اللہ خان نیازی تحریک انصاف کے بانی کارکنوں ہیں۔سیف اللہ خان نیازی ''نوعمری'' سے پٹھان کے ساتھ ہیں،شروع میں چیئر مین عمران خان کی گاڑی چلاتے بھی سیف اللہ خان نیازی کو اکثر دیکھا گیا مگر کسی بڑے جلسے یا جلوس کا حصہ بنتے نظر نہ آئے۔سیف اللہ خان نیازی تحریک انصاف کی اسٹیبلشمنٹ کا حصہ تو ہر دور میں رہے مگر کبھی بحیثیت پارٹی ورکر کوئی قابل ذکر کام کرتے نہ دیکھا گیا10-2011ء میں سیف اللہ خان نیازی پر بدعنوانی کا الزام لگا تھا۔سیف اللہ خان نیازی اور تحریک انصاف کے موجودہ جنرل سیکریٹری عامر کیانی نے پارٹی فنڈز کا تقریباً 1 کروڑ 90لاکھ روپیہ اپنے ذاتی اکاؤنٹ میں منتقل کیا تھا۔ان کے ساتھ کچھ چھوٹے ملازم بھی تھے جنہوں نے انکی معاونت کی۔سیف اللہ خان نیازی اور عامر کیانی کی خلاف شوکاز نوٹس لینے کی سفارش کی گئی اور چھوٹے ملازمین کے خلاف ایف آئی آر درج کروانے کی سفارش کی گئی۔شاید سیف اللہ خان نیازی چیئر مین تحریک انصاف عمران خان کے بہت سے رازوں کا چشم دید گواہ ہے یہی وجہ ہے کہ پراسرار شخصیت سیف اللہ خان نیازی کو حیرت انگیز طور پر پارٹی ورکرز اور سپورٹرز کی مخالفت کے باوجود تحریک انصاف پاکستان کا چیف آرگنائزر لگا دیا گیا ہے۔اسلام آباد دھرنے کے دنوں میں بھی سیف اللہ نیازی خاموشی سے کنٹینر پر بیٹھ کر چلا جاتا تھا۔ایک زیر عتاب بندے پر ایسی نوازشات......اسے تحریک انصاف کا اتنا کلیدی عہدہ دینا بذات خود عمران خان کی ریاست مدینہ کی نفی کر رہی ہے۔اس پر پارٹی کی اتنی اہم اور بھاری ذمہ داری ڈالنے کی آخر کیا مجبوری ہو سکتی ہے؟''ریاست مدینہ'' میں اہم عہدہ ملتے ہی سیف اللہ خان نیازی نے پیسے لے کر ایسے لوگوں میں نوٹیفکیشن بانٹنا شروع کر دیئے ہیں جو عمران خان اور تحریک انصاف کے بدترین مخالف تھے۔مثال کے طور پر پاکستان ٹریڈنگ ونگ کا پریزیڈنٹ طاہر نوید کو لگا دیا گیا ہے جس کی حیثیت یہ ہے کہ اعظم مارکیٹ لاہور میں جہاں اس کی اپنی دکان ہے اس مارکیٹ میں بھی وہ کسی تنظیم کا کبھی حصہ نہیں رہا ہے۔''ریاست مدینہ'' میں نااہل بندے کو پاکستان ٹریڈنگ ونگ کا پریزیڈنٹ بنا کر ٹریڈ

ونگ کا خانہ خراب کر دیا گیا ہے۔ سیف اللہ خان نیازی اور عامر کیانی اس وقت ق لیگ اور نون لیگ کے بندوں میں نوٹیفکیشن بانٹ رہے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کو تحریک انصاف کے حقیقی ورکرز جانتے تک نہیں۔ اسی طرح سوشل ویلفیئر کا پریذیڈنٹ اقبال چیمہ کو بنا دیا گیا ہے۔ جمشید اقبال چیمہ 2013ء اور 2018ء کے انتخابات میں شکست کھا چکا ہے، آخری مرتبہ اسے ملک پرویز کے بیٹے اور جسٹس ملک قیوم کے بھتیجے علی پرویز ملک نے شکست دی تھی۔ اس کی بیوی مسرت جمشید کو MPA اور پنجاب اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹی کا چیئرمین بنا دیا گیا۔ سیف اللہ خان نیازی ایسا قصائی ثابت ہو رہا ہے جس نے تحریک انصاف اور عمران خان کی جان نثاروں کا Slaughter House مذبحہ خانہ بنا دیا ہے۔ سینٹرل پنجاب کو سابق امیر جماعت اسلامی میاں طفیل کے داماد کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ سینٹرل پنجاب میں دس اضلاع آتے ہیں جن میں لاہور، شیخوپورہ، گوجرانوالہ، گجرات، منڈی بہاوالدین، سیالکوٹ، ناروال، قصور، ننکانہ اور حافظ آباد شامل ہیں۔ یہ پنجاب کے پولیٹکل ایکٹیوسٹ کا حب ہونے کے ساتھ ساتھ فنانشل حب بھی ہیں۔ امیر جماعت اسلامی میاں محمد طفیل وہ شخص تھا جن کو جنرل ضیاء الحق اپنا ماموں کہتا تھا اور ضیاء الحق اُن سے مشاورت کیے بغیر کوئی کام نہیں کرتا تھا جس کی زندہ مثال یہ ہے کہ 1979ء میں اپریل 3/4 کی درمیانی شب کو سعودی عرب سے ایک چارٹرڈ طیارہ اسلام آباد ایئرپورٹ پر لینڈ کیا جس میں جہاز کے عملے کے علاوہ صرف ایک شخص اترا۔ وہ شخص امیر جماعت اسلامی میاں محمد طفیل تھا، جو جہاز سے اتر کر سیدھا جنرل ضیاء الحق سے ملاقات کے لیے چلا گیا اور اسی صبح ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی دے دی گئی۔ اس بات کا ذکر ملک فریاد نے اپنی کتاب ''مظلوم عوام، قاتل چہرے اور عالمی سیاسیات'' میں بھی کیا ہے۔ سینٹرل پنجاب کا جنرل سیکریٹری علی امتیاز وڑائچ کو بنا دیا گیا ہے۔ یاد رہے علی امتیاز وڑائچ اس بریگیڈیئر امتیاز وڑائچ کا بیٹا ہے جس نے ذوالفقار علی بھٹو کو گرفتار کیا تھا۔ ذوالفقار علی بھٹو مقتول اپنی تحریروں میں جرنیلوں کو کپتان لکھتے تھے۔ آج اگر وہ زندہ ہوتے تو یقیناً کپتان کو جنرل لکھتے۔ شبلی فراز کو دیکھتا ہوں تو مجھے نشیب و فراز کی ترغیب بخوبی سمجھ میں آ جاتی ہے۔ اعجاز چوہدری کے دیئے گئے ڈس آنر چیک' کیڑے مار ادویات کے لیے آج تک لوگ بازاروں میں لیے گھوم رہے ہیں۔ لاہور کا صدر غلام محی الدین دیوان کو بنا دیا گیا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ غلام محی الدین دیوان کشمیر اسمبلی کا MLA ہے۔ اس کا لاہور کی سیاست میں کوئی عمل دخل نہیں رہا مگر اسے لاہور کا صدر نامزد کر دیا گیا ہے۔ لاہور کا پنجاب کی سیاست پر بہت گہرا اثر ہوتا ہے اور پنجاب میں میدان مارنے والا مرکز میں آسانی حکومت بناتا ہے۔ سیف اللہ خان نیازی جس طرح کی پارٹی کی تنظیم سازی کر رہا ہے اگر کبھی تحریک انصاف پر برا وقت آیا تو اس تنظیم کو روکنے کے لیے گھر کے بھیدی ہی کافی ہوں گے۔ اس تنظیم سازی میں سب سے بڑا حصہ جماعت اسلامی کو ملا ہے۔ دوسرے نمبر پر ق لیگ کو نوزا گیا ہے، نون لیگ تیسرے نمبر پر ہے جبکہ پیپلز پارٹی فی الحال چوتھے نمبر پر نظر آ رہی ہے۔ جہاں تک تحریک انصاف کا تعلق ہے تو اسکا نمبر پانچواں بنتا ہے۔ چیئرمین عمران خان برطانوی اور یورپی ڈیموکریسی کی باتیں بہت کرتے ہیں اور اکثر مثالیں دیکر تقابلی جائزہ بھی کرتے ہیں مگر آج تحریک انصاف اقتدار، طاقت، تمام وسائل کے ہوتے ہوئے جماعت کی تنظیم سازی غیر جمہوری نامزدگیوں سے کر رہی ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر چیئرمین تحریک انصاف عمران خان انٹرا پارٹی الیکشن کروا دیتے تو تحریک انصاف کے کارکنوں اور ووٹروں نے خود ہی تمام گندگی دھو دینی تھی۔ بطور انسان اور پاکستانی شہری مجھے PTI کے ورکروں اور جانثاروں کے ساتھ دلی ہمدردی ہے کیونکہ ان کو ''مدینہ'' دکھا کر

"کوفہ" لاکر مارا گیا ہے۔(جاری ہے)

تحریر: سہیل احمد لون
سربٹن۔سرے
sohailloun@gmail.com
29-11-2020